OPEN ACCESS: http://theislamicculture.com

The Islamic Culture
Bi-Annual Research & Refereed Journal
Published by
Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of Karachi
الثقافة الإسلامية
ISSN (Print) : 1813-775X
ISSN (Online) : 2663-1709

سیکولرازم اوراستہزاءِاسلام کے معاصر چیلنجز: عصری قوانین کی روشنی میں جائزہ

Secularism and Contemporary Challenges of Islamic Ridicules (An Analysis in the Light of Contemporary Laws)

Hafiz Waqas Khan
Senior Lecturer, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Islamabad

Dr. Riaz Ahmad Saeed
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, National University of Modern Language Islamabad-Pakistan

***حافظ وقاص خان**
سینئر لیکچرار، شعبہ علومِ اسلامیہ، بین الاقوامی رفاہ یونیورسٹی اسلام آباد

****ڈاکٹر ریاض احمد سعید**
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد۔پاکستان

Abstract:

It is a matter of fact that today's world is facing many socio-political and religious challenges. One of the swear challenges faced by Muslims in the current scenario is Ridicules of Islam**.** The phenomenon of Ridicules of Islam is not a novel trend. Islam, its figures, and teachings have been ridiculed since its advent. The trend has only changed its shapes with passage of time and space. In the modern ages, various forms, and philosophies of the contempt of Islam have sprang with attractive and seductive names. It's assumes that secularism has now become a serious challenge ideologically and morally for different civilizations especially Muslim societies. Secular brains use all possible and available means and tools for ridicule and contemptuous mockery of different aspects of Islam using print, electronic, and social media. In this context, this study will explore the questions that; what are the basic reasons to ridicule Islam with refrence to secularism? What are the effects of Ridicules of Islam in the world and what

are its possible solution in existing legal Framework? The Analytical Research Methodolgy with Qualitative paradigm has been used to reach the conclusion. The study finds that soft secular laws and infinite right to Freedom of Expression provide a base for ridicule of religion, especially Islam on international level. Therefore, it is suggested legal, ethical, and ideological mechanisms to confront challenges posed by secularism.

Keywords: Secularism, Modern Challenges, Ridicule, Prevention, International Laws

تمہید:

یہ حقیقت ہے کہ آج مسلم دنیا کو بہت سے سماجی و سیاسی اور مذہبی چیلنجز کا سامنا ہے۔ موجودہ منظر نامے میں مسلمانوں کو استہزاء اسلام کا چیلنج در پیش ہے۔ اسلام کے استہزا کی ریت کوئی نئی نہیں ہے۔ اسلام کے آغاز سے ہی اس قبیح روایت کا آغاز ہو گیا تھا جو کہ عصر حاضر میں بھی جاری ہے البتہ وقت اور جگہ کے ساتھ ہی اس رجحان نے اپنی شکلیں تبدیل کی ہیں۔ جدید دور میں استہزاء اسلام کی مختلف صورتیں دلکش اور متاثر کن نام کے ساتھ موجود ہیں جن میں سے ایک سیکولرازم ہے۔ آغاز میں سیکولرزم کو بہت زیادہ قبولِ عام حاصل نہیں ہوا تھا لیکن رفتہ رفتہ یہ نظریہ تمام مذاہب میں سرایت کر گیا ہے، سیکولرازم 'نام ہے اس عقیدہ کا کہ جس میں مذہب کا معاشرے، تعلیم اور دیگر شعبہ ہائے حیات کی تشکیل میں کوئی کردار نہیں ہونا چاہیے، مذہب انسان کا نجی معاملہ ہونا چاہیے۔ عصر حاضر میں سیکولرازم مختلف تہذیبوں خصوصاً مسلم معاشروں کے لئے نظریاتی اور اخلاقی طور پر ایک سنگین چیلنج بن چکا ہے۔ سیکولر افراد پرنٹ، الیکٹرانک اور سوشل میڈیا کا استعمال کرتے ہوئے اسلام کے مختلف پہلوؤں کی تضحیک اور توہین آمیز مواد کے لئے ہر ممکن دستیاب وسائل استعمال کرتے ہیں۔ یہ تحقیق ان سوالات کے جوابات تلاش کرے گی کہ سیکولرازم کے اس نظریہ کے بنیادی محرکات کیا ہیں؟ سیکولرازم کے وہ کون سے بنیادی عناصر ہیں جو استہزاء اسلام کا سبب بنتے ہیں؟ سیکولرازم کے مسلم معاشروں پر کیا اثرات مرتب ہو رہے ہیں؟ نیز یہ تحقیق 'توہین مذہب کے حوالے سے موجود بین الاقوامی قوانین کا بھی تجزیہ کرے گی اور ساتھ ہی ساتھ قابل عمل قانونی اور اخلاقی طریقہ کار تجویز کرے گی کہ جس پر عمل کرتے ہوئے استہزاء اسلام کا سدباب کیا جاسکے گا۔ یہ مطالعہ تجزیاتی اسلوبِ تحقیق اور معیاری منہجِ تحقیق پر مبنی ہو گا۔ اس حوالے سے یہ تحقیق سیکولرازم کی جانب سے کیے جانے والے استہزاء اسلام کے سدباب کے لیے ایک قابلِ عمل حل اور موئثر تجاویز بھی پیش کرے گی۔

سیکولرازم کا مختصر تعارف:

سیکولرازم ایک ایسانظام زندگی ہے کہ جس میں ریاست کے شعبہ جات کا مذہبی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، مذہب کی حیثیت انسان کی انفرادی زندگی کی حد تک تسلیم کی جاتی ہے اور اسے ہر کسی کا نجی معاملہ متصور کیا جاتا ہے۔ سیکولرازم کے مطابق کسی بھی شخص کی آزادی کا تصور اس میں پنہاں ہے کہ وہ کسی بھی مذہب کو اختیار کر کے اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکتا ہے، ریاستی ادارے 'مذہبی مداخلت سے نا صرف مکمل آزاد ہوتے ہیں بلکہ مذہب سے اجتناب کرنے کو ترجیح دی جاتی ہے، ایک سیکولر سائنسدان ہو یا نظریہ ساز ان دونوں کے خیال میں مذہب کا دور گزر چکا ہے، اب اس کا انسانی زندگی کے کسی جزو سے کوئی واسطہ نہیں ہونا چاہیے، عصرِ حاضر میں سیکولر سوچ کو جن عناصر نے تقویت دی ہے ان میں، مذہبی جبر، کلیسا کا عوام کے ساتھ منفی رویہ، خاندانی بادشاہتیں، مغرب کا کمزور پڑتا سیاسی نظام اور سائنس کے سحر میں گرفتاری تھی۔ ان محرکات کی بناء پر سیکولرازم کو قبول عام حاصل ہوا۔

آزادی اظہار رائے کا فلسفہ دراصل سیکولرازم کے بنیادی اجزاء میں سے ایک ہے جس کو بنیاد بنا کر سیکولرازم کی جانب سے تمام مذاہب کا بالعموم اور اسلام کا بالخصوص استہزا کیا جاتا ہے۔ سیکولرازم چونکہ مذہب کے حوالہ سے معاندانہ رویہ رکھتا ہے اور مذہب کو ایک ذاتی معاملہ قرار دیتا ہے اس لیے بالعموم سیکولر حضرات کی طرف سے مذہب کے بارے اور بالخصوص اسلام کے حوالہ سے توہین آمیز رویہ سامنے آتا ہے جو کہ مختلف معاشروں پر اثر انداز ہوتا ہے، استہزاء اسلام کے حوالے سے مسلمانوں کے سامنے سنجیدہ چیلنجز موجود ہیں جن کا سدباب ناگزیر ہے جس کے لیے قانونی راستہ استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ اخلاقی تربیت اور رائے عامہ کی ہمواری بھی ضروری ہے۔

سیکولرازم کی جامع اور مانع تعریف اگرچہ مشکل معلوم ہوتی ہے مگر مختلف اہلِ علم نے اس کی تعریف متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ معروف انگریزی لغت آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق:

"The belief that religion should not be involved in the organization of society, education etc." (1)

"یہ عقیدہ کہ مذہب کا معاشرے، تعلیم اور دیگر شعبہ ہائے حیات کی تشکیل میں کوئی کردار نہیں ہونا چاہیے"

سیکولرازم کا لفظ سب سے پہلے برطانوی مصنف جارج جیکب ہولی اوک نے ۱۸۹۶ میں شائع ہونے والی کتاب

"English Secularism, A confession of belief" میں استعمال کیا اس سے مراد ایسا سماجی نظام تھا جس کا انحصار مذہب پر نہ ہو۔

> "Secularism claims that religion ought never to be anything but a private affair; it denies the right of any kind of church to be associated with the public life of a nation" (2)

"سیکولرازم کا دعویٰ یہ ہے کہ مذہب کو کسی کے نجی معاملات میں دخل اندازی نہیں کرنی چاہیے، یہ چرچ کے ان تمام اختیارات کو مسترد کرتا ہے جو کسی قوم کی زندگی سے منسلک ہوں"

ہولی اوک کا موقف یہ تھا کہ انسان کی سچی رہنما سائنس ہے، اخلاق مذہب سے جدا اور پرانی حقیقت ہے، علم و ادراک کی واحد کسوٹی اور سند عقل ہے، ہر شخص کو فکر اور تقریر کی آزادی ملنی چاہیے، ہمیں اس دنیا کو بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہیے

ڈاکٹر طارق جان نظریہ لادینیت (سیکولرازم) کی تعریف اس طرح بیان کرتے ہیں

"انسانی دماغ کی ہر وہ اختراع، جو اللہ تعالیٰ کے حقِ حکمرانی کو خود ساختہ خانوں میں بانٹتی ہے، سیکولر ہی کہلائے گی۔ مثلاً

- تمام خرافات (یونانی ہوں یا رومن) اپنی اصل میں سیکولر ہیں
- ہر بادشاہ جو اپنی حکمرانی کی سند حضور خداوندی (divine) سے لاتا ہو، وہ بھی سیکولر ہے
- پیشوائی کہ یہ دعوے کہ انہیں ثالثی اور مختاری کی الٰہی سند حاصل ہے سیکولرازم ہی کے مظاہر ہیں
- کوئی شخص یا گروہ اگر عقیدے کے سماجی مطالبات کو چھوڑ کر خالی خولی روحانیت پر زور دے وہ بھی سیکولر ہے
- کوئی بھی طرز حکمرانی جس میں حاکمیتِ اعلیٰ عوام الناس کی مانی جائے اور انہی کے عزم اور خواہشات کو قانون سازی کا منبع تسلیم کیا جائے، وہ بھی سیکولر ہی ہے"(3)

سیکولرازم کی ان تعریفات کے مطابق ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ دنیا کے جملہ امور میں مذہب کی عدم مداخلت کا نام سیکولرازم ہے پھر ریاستی امور کو مذہب سے جدا کرنے کی ایک عقلی توجیہہ یہ بھی پیش کی جاتی ہے کہ چونکہ ایک ریاست میں مختلف مذاہب کے مقلدین موجود ہوتے ہیں لہٰذا کسی ایک مذہب کو ریاست کا منتظم نہیں بنایا جا سکتا۔ ڈیوڈ مارٹن اس حوالے سے لکھتا ہے

"Religion becomes a private matter in a pluralist society" (4)

"مختلف نظریات سے وابستہ افراد کے معاشرے میں مذہب نجی معاملہ ہونا چاہیے"

جبکہ اس کے برعکس اسلام ایک مکمل نظامِ زندگی ہے جسے قرآن نے لفظ دین کے ساتھ متعارف کرایا ہے۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی دین کی تشریح اس طرح کرتے ہیں "دین صرف اس پوجا پاٹ ہی کا نام نہیں جو مندروں اور معبدوں میں کی جاتی ہے، بلکہ اس قانون کا نام بھی ہے جس کے مطابق پولیس مجرموں کو پکڑتی ہے، جس کے تحت عدالت معاملات دیوانی اور فوجداری کا فیصلہ کرتی ہے جس کی پیروی میں ملک کا انتظام چلایا جاتا ہے اور جس پر تمدن کا سارا نظام قائم ہوتا ہے۔ زندگی کے یہ سارے شعبے بحیثیت مجموعی جس طریقے پر چلتے ہیں اسی کا نام قرآن کی اصطلاح میں دین ہے۔ 'دین اللہ' صرف اسی چیز کا نام نہیں ہے جو مسجدوں اور نماز روزہ تک محدود ہو بلکہ اس سے مراد اس پوری شریعت کی پابندی ہے جو اللہ کی رضا سے ماخوذ اور اس کی حاکمیت پر مبنی ہو اور اجتماعی زندگی کے تمام پہلوؤں کو اپنی گرفت میں لے لے "(5)

اس تناظر میں دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ اسلام اور سیکولرازم دو ایسے متضاد نظام ہیں جو ایک دوسرے کو قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے

سیکولرازم کی تاریخ

سیکولرازم کے فلسفے کو تاریخ کے تناظر میں دیکھا جائے تو شعیبؑ کی قوم بھی سیکولر نظریہ کی حامی تھی کہ جس نے شعیبؑ سے استعجاباً سوال کیا تھا

﴿ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰۗؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴾(6)

"انہوں نے جواب دیا" اے شعیب، کیا تیری نماز تجھے یہ سکھاتی ہے کہ ہم ان سارے معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے تھے؟ یا یہ کہ ہم کو اپنے مال میں اپنے منشا کے مطابق تصرّف کرنے کا اختیار نہ ہو؟ بس تو ہی تو ایک عالی ظرف اور راست باز آدمی رہ گیا ہے!"

اس آیت سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ قومِ شعیب اپنی معیشت و تجارت میں کسی صورت خدائی احکامات کو شامل کرنے کے روادار نہیں تھے اور مذہبی مداخلت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے

مشرکینِ مکہ کی سوچ بھی سیکولر دکھائی دیتی ہے۔ کیونکہ انہیں بھی نبی مہرباں ﷺ سے ذاتی طور پر کوئی دشمنی نہیں تھی بس وہ بھی اپنی ریاست کے جملہ امور میں مذہب کی شمولیت کے خلاف تھے اور اسلام کی بالادستی کا خوف ان کے دلوں میں موجود تھا اور یہ

نہیں چاہتے تھے کہ ان کے باپ دادا کے دین کے بجائے کسی اور دین کی حاکمیت قائم ہو۔ سورۃ الکافرون بھی جن حالات میں نازل ہوئی وہ یہی حالات تھے کہ مشرکینِ مکہ سیکولرازم کی سوچ کے تحت نبی ﷺ سے لین دین کرنا چاہتے تھے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی سورۃ الکافرون کے حوالے سے اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں

"یہ سورت اس لیے نازل ہوئی تھی کہ کفار کے دین اور ان کی پوجاپاٹ اور ان کے معبودوں سے قطعی براءت، بیزاری اور لاتعلقی کا اعلان کر دیا جائے اور انہیں بتادیا جائے کہ دینِ کفر اور دینِ اسلام ایک دوسرے سے بالکل الگ ہیں، ان کے باہم مل جانے کا سرے سے کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"[7]

سیکولرازم کا باقاعدہ آغاز یورپ سے ہوتا ہے، جب اسلام نے علم و تحقیق کے باب کھولے اور اس کے اثرات دنیا میں پھیلنے لگے تو اس وقت یورپ میں بھی علم و تحقیق میں دلچسپی میں اضافہ ہوا، لیکن چونکہ یہ وہ وقت تھا کہ جب یورپ کے کلیساؤں کو ہی اقتدار کی طاقت حاصل تھی اور یورپ کی عوام عیسائی پادریوں کے نا صرف ظلم و استبداد کا شکار تھی بلکہ ان کے تعصب اور تنگ نظری سے بھی واقف تھی، یہی وہ رویہ تھا کہ جس نے یورپ کو علم کے میدان میں آگے نہیں بڑھنے دیا، انہی حالات میں یورپ نے سب سے پہلے کلیساؤں کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرتے ہوئے یہ نعرہ لگایا کہ عیسائیت اور اس کے علمبردار ہی دراصل ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں اور پھر رفتہ رفتہ مذہب سے ہی بیزاری کا اعلان کیا۔ اسی کے نتیجے میں سیکولرازم کی بنیاد پڑی۔

اصحابِ کلیسا کے سائنس اور سائنسدانوں کے ساتھ رویے کے حوالے سے مولانا عبد الباری ندوی لکھتے ہیں "یورپ کے محکمہ احتساب (انکوئزیشن) کی قربان گاہ میں قرونِ وسطیٰ میں پاپاؤں کے ہاتھ بیسیوں محققینِ سائنس 'انکشافات علمی کے گناہ میں نذر چڑھ گئے۔ پادری سمجھتے تھے کہ زمین کو گول کہنا بھی مذہب کی تردید ہے۔ کوپرنیکس نے حرکتِ ارض و مرکزیت شمس کے اثبات یا نظام فیثا غورث کی تائید میں کتاب لکھی تو اس کا پڑھنا کفر قرار پایا۔ گلیلو نے دوربین کی ایجاد سے کوپرنیکس کے انکشافات کی تائید کی تو اسے قید کی سزا ملی اور قید ہی میں مر گیا۔ برون واس اس جرم میں جلا دیا گیا کہ تعدد عوالم کا قائل تھا"[8]

اصحاب کلیسا کے اس رویہ کو دیکھتے ہوئے ڈی، جی چارلٹن لکھتا ہے

"Religion is superstitious fully and hinderance to human progress"[9]

"مذہب احمقانہ اوہم پرست ہے اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے"

پندرہویں صدی سے یورپین قومیں دیگر ممالک میں پھیلنا شروع ہوئیں تو سیکولرازم کی سوچ بھی ان معاشروں کا حصہ بنتی گئی اور نو آبادیاتی نظام کے تحت مفتوحہ علاقوں (امریکہ، آسٹریلیا، مشرقی ایشیا، اور برصغیر پاک وہند وغیرہ) میں گہرے اثرات چھوڑے۔

سیکولرازم اور استہزاءِ مذہب

موجودہ دور میں استہزاءِ مذہب ایک سنگین مسئلہ بن چکا ہے۔ بالخصوص سیکولر اور ملحد حضرات اسلام کا مذاق اڑانے میں کسی قسم کا لحاظ نہیں کرتے اس لیے مذاق کی تعریف اور معانی جاننا ضروری معلوم ہوتا ہے۔۔ استہزا کی تعریف اہلِ علم نے اس طرح کی ہے۔

لغت میں استہزا ان معنوں میں استعمال ہوتا ہے "استہزا: ہنسی، مذاق، ٹھٹول، مذاق کرنا، ہنسی اڑانا"[10]

انگریزی میں استہزا کے لیے یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

"Laughing at, derision, scorn, scoff, jest, joke".

قرآن میں استہزا یوں بیان کیا گیا ہے

﴿ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئًا اتَّخَذَهَا هُزُوًا﴾[11]

"ہماری آیات میں سے کوئی بات جب اس کے علم میں آتی ہے تو وہ ان کا مذاق بنالیتا ہے"

لفظ استہزا میں مطلق مذاق اُڑانا شامل ہے، یہ مذاق چاہے صراحتاً ہو یا کنایتاً، لکھ کر ہو یا بول کر ہو یا کسی فنِ خطاطی کی صورت میں ہو یہ سب صورتیں استہزا کی صورتیں کہلائیں گی۔

جب استہزاء اسلام لفظ استعمال کیا جائے گا تو یہ اضافت کی وجہ سے مضاف اور مضاف الیہ کہلائے گا جس کا مطلب اسلام کا مذاق اڑانا ہو گا۔ اسلام کا مذاق اڑانے میں بھی محض اسلام کا نام لیکر مذاق اڑانا شامل نہیں ہے بلکہ اسلام سے وابستہ ہر چیز کا استہزا کرنا ہے

استہزاءِ مذہب کے معاصر چیلنجز

عصرِ حاضر میں استہزاءِ مذہب بالخصوص اسلام کا استہزا ایک سنگین مسئلے کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ اس حوالے بہت سے عصری چیلنجز درپیش ہیں۔ ان میں چند اہم مسائل کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔ عصر حاضر میں استہزاء اسلام کے حوالے سے سب سے بڑا چیلنج آزادیٔ اظہار رائے کا منفی استعمال ہے جو سیکولرازم کا بنیادی عنصر اور ہتھیار بن چکا ہے۔

آزادیٔ اظہار رائے کا منفی استعمال

سیکولرازم نے سب سے زیادہ جس بات پر زور دیا ہے وہ ہے "آزادیٔ اظہارِ رائے" (Freedom of Expression) ہے۔ عصرِ حاضر میں جس کی عدم موجودگی کسی بھی مہذب معاشرے کی اخلاقی اور قانونی کمزوری تصور کی جاتی ہے۔ بلاشبہ کسی بھی آزاد معاشرے کے لیے یہ ایک لازمی قانونی اور اخلاقی معاشرتی آزادی ہے۔ مگر اس کے بے جا اور منفی استعمال نے معاشروں سے تہذیبی رواداری اور ادب واحترام ہی چھین لیاہے، بدتمیزی وبدتہذیبی کا وہ کلچر دیاہے جس سے کوئی محفوظ نہیں ہے۔استہزاء اسلام کی مختلف صورتیں بھی دراصل اسی کلچر کا حصہ ہیں۔ایک سیکولر معاشرے میں مذہب اور مذہبی شخصیات کا مذاق اڑانا معیوب نہیں سمجھا جاتا جب کہ مسلمان اس تہذیب کے نہ توعادی ہیں اور نہ ہی اس کا حصہ بننا چاہتے ہیں۔

مقدس شخصیات کے خاکے

اسی آزادیٔ اظہار رائے کے دعوے دار فلیمنگ روزنامی صحافی نے چوٹی کے چالیس کارٹون سازوں کو باقاعدہ رسمی طور پر مدعو کیااور ان سے ایسے خاکے تیار کرنے کو کہاجو اسلام اور اس کی محترم شخصیات کا مذاق اڑانے والے ہوں بالکل اسی طرح کے خاکے جیسے وہ عام طور پر دوسری چیزوں کے بناتے ہیں۔ ان کارٹون سازوں کے بنائے ہوئے خاکوں میں سے 12 کو منتخب کیا گیااور 20 ستمبر 2005ء کے شمارے میں اس عنوان کے تحت اخبار میں شائع کیا گیا:"پیغمبرِ اسلام کے خاکے کی تصویر"

"Flemming Rose claimed, "I do not regret having commissioned these cartoons"(12)

فلیمنگ روز نے کہا "مجھے ان خاکوں کو شائع کر کے کوئی پچھتاوا نہیں"

"اسی طرح 200 ریڈیو اور ٹیلی ویژن چینلز نے "آزادیٔ صحافت" اور "سیکولر جمہوریت" کے نام پر توہین آمیز خاکوں کو نشر کیا"(13)

"A minister of the Italian Government donned a tea-shirt depicting those cartoons and announced to promote it as a fashion-wear" (14)

"اٹلی کی حکومت کے ایک وزیر نے ان خاکوں پر مبنی ایک ٹی شرٹ متعارف کرائی اور اسے فیشن کے پہناوے کے طور پر بڑھا دینے کا اعلان کیا"

اپنے آپ کو سیکولر ملک کہنے والے اٹلی کا وزیر بھی آزادیٔ اظہار کی آڑ میں استہزاء اسلام کا مرتکب ہوا ہے

اثرات:

آزادیٔ اظہار رائے کے اثرات دنیا میں تیزی سے دکھائی دے رہے ہیں، مذہب، عقیدہ، سیاست، قومیت، لسانیت اور نظریات کی بنیاد پر نفرت آمیز مواد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ دہشت گردی کا تناسب اسی بنیاد پر بڑھ رہا ہے۔

فیس بک پر اظہار رائے کی آزادی

سیکولرازم کا سب سے بڑا دعوے دار امریکہ سے تعلق رکھنے والی مولی نورس(Molly Norris) نامی ایک کارٹون ساز خاتون نے نبی ﷺ کا ایک معیوب کارٹون بنایا، اس نے مختلف حقیر چیزوں کو نبی ﷺ کی صورت میں تجسیم کیا اور اسے ایک متن کے ساتھ فیس بک پر پیش کر دیا۔ اس متن میں اس نے لوگوں کو 25 مئی 2010ء کو سالانہ ہر شخص محمد کی تصویر بنائے(Everybody Draw Muhammad Day)کا دن بنانے کی دعوت دی

اس کے ساتھ ہی مولی نورس نے ایک گروپ Citizen against Honor(عزت و حرمت کے خلاف لوگ) تشکیل دیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ آزادیٔ اظہار رائے کے نام پر ہر شخص کو اس بات پر ابھارا جائے کہ وہ نبی ﷺ سمیت کسی بھی نبی کا خاکہ بنا سکے، اس نے ایک دعوت نامہ جاری کیا جس میں گلاس، کپ اور دیگر روز مرہ کی مستعمل اشیاء کے خاکے بنا کر لکھا کہ جس طرح ان اشیاء کی تصویر اور خاکے بنانے میں کوئی قباحت نہیں ہے اسی طرح انبیاء کے خاکے بنانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے یہ ایک انداز ہے جسے وقتاً فوقتاً اپنایا جاتا ہے کبھی کوئی پیج بنا کر اور کبھی کسی مقابلے کے انعقاد کا اعلان کر کے یہ تو ایک مثال ہے اس طرح کی بیشمار سرگرمیاں آئے دن سوشل میڈیا کی زینت بنتی ہیں۔ اب تو حال یہ ہے کہ ہر سال کوئی نہ کوئی اسی طرح امتِ مسلمہ کے جذبات سے کھیلتے ہوئے توہین آمیز عمل کے ذریعے سے خبروں میں رہنے کی کوشش کرتا ہے اور اسے آزادیٔ اظہار رائے کا نام دیا جاتا ہے جس کی آڑ میں دراصل اسلام کا تمسخر اڑانے کی جسارت کی جاتی ہے اور اسی سوچ کے دفاع کے لیے سیکولرازم ہر وقت موجود ہوتا ہے۔

مذہب بیزاری:

سیکولرازم کی جانب سے دوسرا بڑا چیلنج جو اسلام اور دیگر مذاہب کے سامنے موجود ہے وہ مذہب بیزاری ہے اور یہ چیلنج کے ساتھ ساتھ استہزاء اسلام کا ایک بڑا سبب بھی ہے، سب سے پہلے یورپ میں مذہب سے بیزار معاشرہ وجود میں آیا۔ جس کا سبب اس وقت کے اہلِ مذہب کا مخصوص رویہ تھا جو کہ مذہب اور سائنس کے درمیان کشمکش کا باعث بنا۔ اس کشمکش کو سید مودودی یوں بیان کرتے ہیں

"اس کشمکش کا پہلا نتیجہ یہ ہوا کہ علمی بیداری میں اول روز ہی سے مذہب اور اہلِ مذہب کے خلاف ایک ضد سی پیدا ہو گئی اور جوں جوں اہلِ مذہب کی سختیاں بڑھتی گئیں، یہ ضد بھی بڑھتی چلی گئی۔ یہ ضد صرف مسیحیت اور اس کے کلیسا تک محدود نہ رہی بلکہ مذہب فی نفسہ اس کا ہدف بن گیا، علوم جدیدہ اور تہذیبِ جدید کے علمبرداروں نے یہ سمجھ لیا کہ مذہب بجائے خود ایک ڈھونگ ہے، وہ کسی عقلی امتحان کی ضرب نہیں بن سکتا اس کے عقائد دلیل پر نہیں بلکہ اندھے اذہان پر مبنی ہیں، علم کی روشنی بڑھنے سے وہ ڈرتا ہے کہ کہیں اس کا (یعنی مذہب کا) پول نہ کھل جائے"(15)

مذہب بیزاری کے اس رویہ نے بہت تیزی سے دنیا میں اپنے اثرات دکھانا شروع کیے اور یہی مذہب بیزار معاشرہ مختلف علامات کے ذریعے استہزاء اسلام کا مرتکب ہوتا ہے ۔ڈاکٹر محمد سہراب[16] اس حولے سے اپنے مقالے میں لکھتے ہیں کہ "یورپ کے ہر ملک کی اپنی ایک خصوصی علامت اور موضوع ہے جسے وہ مسلمانوں کے خلاف استعمال کرتے ہیں، فرانس میں یہ نقاب، برقعہ، چادر یا سر کارومال ہے، جرمنی میں مساجد ہیں، ہالینڈ میں ہم جنس پرستی ہے۔۔۔ سوئزرلینڈ والوں نے ایک برقعہ پوش عورت کی تصویر بنائی، مینار کو ہتھیار کے طور پر دکھایا گیا تھا جو سوئزرلینڈ کے مفتوح جھنڈے پر منعکس تھا، یہ دعویٰ بھی کیا گیا کہ اسلام سوئزرلینڈ کی قدروں سے ہم آہنگ نہیں ہے"[17]۔

مذکورہ ممالک اپنے آپ کو سرکاری طور پر سیکولر کہتے ہیں لیکن اسلام کے حوالے سے ان کی سیکولر سوچ ختم ہو جاتی ہے

مذہب بیزاری کے اثرات

دنیا کے مختلف ممالک میں مذہب سے بیزاری وجود میں آئی اور پورے کے پورے معاشروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ عصر حاضر میں 96 ممالک ایسے ہیں جو اعلانیہ اپنے آپ کو سیکولر ملک کہتے ہیں جن میں 33 براعظم یورپ میں اور 27 افریقہ میں 20 ایشیا میں موجود ہیں، اسی طرح جنوبی امریکہ میں 7 اور شمالی میں 4 سیکولر ممالک موجود ہیں۔

11 جولائی 2019ء کو ہفتہ وار میگزین "دی گارجین" میں ایک آرٹیکل شائع ہوا جس کا عنوان ہی یہ تھا

"UK secularism on rise as more than half say they have no religion"

ہیریٹ شیر ووڈ کے مطابق برطانیہ کی آبادی کے سروے کے مطابق

"Fifty-two percent of the public say they do not belong to any religion, compared with 31% in 1983" (18)

"باون فیصد عوام کے مطابق وہ کسی مذہب سے تعلق نہیں رکھتے جبکہ 1983ء میں یہ تعداد اکتیس فیصد تھی"۔

یہ تو مذہب بیزاری کے وہ اثرات ہیں جو کسی بھی ملک میں سرکاری بیانیہ کے مطابق ہیں، اس کے ساتھ ہی مختلف اقوام باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ ریاست سے مذہب کا عمل دخل ختم کرتی جارہی ہیں۔

معروف سیکولر سکالر نیگل باربر نے سیکولرازم کے حوالے سے پیشگوئی کی ہے۔ وہ اپنے ایک بلاگ "Atheism to Defeat Religion By 2038" میں لکھتے ہیں

"If national wealth drives secularization, the global population will cross an atheist threshold where the majority see religion as unimportant by 2041"- (19)

"اگر قومیں اپنے سرمائے کو سیکولرائیزیشن کے لیے استعمال کرتی رہیں تو مجموعی آبادی الحاد کی حد سے تجاوز کر جائے گی اور پھر مذہب بھی 2041 تک غیر اہم تصور کیا جائے گا"

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سیکولر سوچ بھی دراصل الحادی فکر کو ہی تقویت دیتی ہے اور جس رفتار سے سیکولر سوچ دنیا کے بیشتر ممالک خصوصاً اسلامی معاشروں میں پروان چڑھ رہی ہے اس حساب سے 2041ء تک کا یہ تجزیہ درست نظر آتا ہے۔

سیکولرازم کے اثرات استہزاء اسلام کی صورت میں

سیکولرازم نے ناصرف انسانی سوچ کو تبدیل کر کے اپنی جانب مبذول کرایا ہے بلکہ اب وہ سوچ معاشرے میں انسانی عمل پر بھی اثر انداز ہوتی دکھائی دیتی ہے جو کہ استہزاء اسلام کا باعث بنتی ہے۔ ڈاکٹر محمد امین اپنی کتاب "اسلام اور تہذیبِ مغرب کی کشمکش" میں سیکولرازم کے اثرات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "مغربی سیکولرازم کے اثرات سے مسلم معاشرہ مسٹر اور مولوی میں تقسیم ہو گیا ہے یعنی کچھ لوگ مذہبی ہیں اور کچھ غیر مذہبی یا دنیادار۔۔۔ پھر اسی سیکولرازم کے اثرات مسلم معاشرے کے فرد کے نظریات کو اس طرح تبدیل کرتے ہیں کہ وہ اسلامی تعلیمات کے استہزا کی صورت میں سامنے آتے ہیں جیسے

- نماز کے لیے بار بار دفتر / کاروبار سے اٹھ کر مسجد جانا تضیع اوقات ہے
- نماز سے کپڑے خراب ہوتے ہیں مثلاً پینٹ کی کریز، وضو کرتے وقت کوٹ اور ٹائی کو سنبھالنا مصیبت ہے
- گھر مسجد سے دور ہونا چاہیے تاکہ اذان کی آواز اور مولوی صاحب کے وعظ ہر وقت تنگ اور بیزار نہ کریں
- رمضان کے روزے اس لیے رکھنا کہ کچھ وزن کم ہو جائے اور معدہ بھی درست ہو جائے
- زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھنا اور ٹیکس سمجھ کر مجبوری اور کراہت سے ادا کرنا
- مسلمان حکومتوں کا سو طرح کے ٹیکس لگانا لیکن زکوٰۃ اور عشر کی وصولی کا موثر انتظام نہ کرنا

- حج اور عمرے پر خرچ کی جانے والی رقم غریبوں، یتیموں اور بیواؤں پر خرچ کرنی چاہیے
- قربانی کا کوئی فائدہ نہیں، یہ رقم غریبوں اور مسکینوں کو دینی چاہیے
- قربانی جانوروں پر ظلم ہے
- اہل حرم نے حاجیوں کی خدمت کو کاروبار اور جلب ذر کا ذریعہ بنار کھا ہے "[20]

یہ سیکولرازم کے وہ اثرات ہیں جو وقتاً فوقتاً معاشرے کو متاثر کرتے ہیں۔ اسی طرح ریاست کی سطح پر بھی سیکولر سوچ استہزاء اسلام کا باعث بنتی ہے۔ اسلامی تہذیب و تمدن کے نگہباں ترکی میں خلافتِ عثمانیہ کا خاتمہ ہوا اور ترکی کو سیکولرازم کے خطوط پر چلانے کی کوشش کی گئی۔ اس تبدیلی کے رہنما مصطفیٰ کمال بھی صراحتاً استہزاء اسلام کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں

ریاست کو سیکولر بنانے کا بل پیش کرتے ہوئے مصطفیٰ کمال نے پارلیمنٹ میں جو تقریر کی تھی اس کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے عرفان اور گا اپنی کتاب اتاترک میں لکھتے ہیں" اس بنیاد پر خاموشی اور خوبصورتی کے ساتھ عمل کرتے ہوئے مصطفیٰ کمال نے 3 مارچ 1924ء کو ایک بل پیش کیا، اس بل نے ترکی کی ریاست کو سیکولر شکل دیدی اور خلیفہ کے منصب کو ختم کر دیا، بل کو پیش کرتے ہوئے مصطفیٰ کمال نے اس موضوع پر کھل کر بحث کی، اس نے کہا عثمانی سلطنت اسلام کے اصولوں پر قائم ہوئی تھی، اسلام اپنی ساخت اور اپنے تصورات کے لحاظ سے عرب ہے، وہ پیدائش سے لیکر موت تک اپنے پیروؤں کی زندگی کی تشکیل کرتا ہے، اور ان کو اپنے مخصوص سانچے میں ڈھالتا ہے، وہ انکی امنگوں کا گلا گھونٹ دیتا ہے اور انکی جراءت و اقدام پسندی میں روڑے اٹکاتا ہے، ریاست کو اسلام کے مسلسل باقی رہنے سے خطرہ لاحق ہو گا۔"[21]

پارلیمنٹ میں کسی ریاست کے سربراہ کے ایسے الفاظ جو کہ نا صرف استہزاء اسلام کی ایک صورت ہیں بلکہ جس سیکولر نظریہ کو وہ اپنی ریاست میں قائم کرنے کا عزم رکھتے تھے خود اس کے بنیادی مفہوم کے برعکس ہیں۔ کیونکہ سیکولرازم کی تعریف کے مطابق ہر شخص کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے، لیکن اتنے ذمہ دار فورم پر سربراہِ مملکت کے یہ الفاظ خود اسلام پر عمل کرنے کی آزادی کو سلب کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اور یہ رویہ صرف الفاظ تک محدود نہیں رہا بلکہ عملی طور پر ترکی میں اسلام کو اسی طرح پابند سلاسل رکھا گیا۔ اذان اور اسکارف پر پابندی اور مساجد پر لگے ہوئے تالے اس نام نہاد سیکولرازم کی منہ بولتی تصویر ہیں۔

بظاہر سیکولرازم ایک معتدل نظریہ کا نام ہے جس کے مطابق ہر ایک کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت ہے لیکن ساتھ ہی وہ ممالک جو اپنے آپ کو خود سیکولر کہتے ہیں ان کا اسلام کے ساتھ رویہ سیکولرزم کی بنیادی سوچ کے برعکس ہوتا ہے جس میں بھارت اور فرانس نمایاں ہیں کہ جس میں مختلف طرق سے مسلمانوں کے لیے مشکلات کھڑی کرنا، مسلمانوں کی شناخت کو مجروح کرنا، مذہبی عبادات کے طریقے پر پابندی عائد کرنا وغیرہ شامل ہیں۔

ڈاکٹر شیریں مزاری سیکولر ریاستوں میں سیکولرازم کو بے نقاب کرتے ہوئے لکھتی ہیں

"ناروے میں ہر بالغ شخص کے لیے چرچ ٹیکس کی آدائیگی لازم ہے جو ریاست اس کی آمدنی سے وصول کر لیتی ہے، خواہ وہ اس بارے میں حلفیہ بیان بھی جمع کرائے کہ وہ چرچ سے کوئی تعلق نہیں رکھتا، جبکہ جرمنی میں چرچ کو چندہ دینے پر ٹیکس میں چھوٹ کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے لیکن مسجد کو چندہ دینے پر یہ رعایت نہیں دی جاتی، ملکہ برطانیہ چرچ آف انگلینڈ کی سربراہ ہیں۔ سب سے زیادہ قابلِ مذمت یہ حقیقت ہے کہ توہینِ مقدسات کا برطانوی قانون صرف مسیحیت تک محدود ہے۔ دوسرے لفظوں میں اسلام (اور دیگر مذاہب) کی محترم ہستیوں کی شان میں گستاخی کی مکمل آزادی ہے، ایسا کرنے پر کوئی قانون لاگو نہیں ہو گا۔۔۔ فرانس میں بھی یہی صورت ہے، اسکارف کے معاملے پر پیدا کیے جانے والے تنازع نے فرانسیسی ریاست کے مذہبی تعصب کو پوری طرح بے نقاب کر دیا ہے۔ فرانسیسی "سیکولرازم" کو گلے میں صلیب کا نشان پہننے والی اسکولوں کی مسیحی طالبات سے کوئی خطرہ لاحق نہیں، لیکن جب مسلمان لڑکیاں اسکارف سے اپنا سر ڈھانکتی ہیں تو ریاست کا تعلیمی نظام اپنے آپ کو خطرے میں محسوس کرنے لگتا ہے"[(22)]

یہی وہ سیکولر رویہ ہے جو کہ عصر حاضر میں استہزاء اسلام کا باعث بنتا ہے

استہزاء اسلام کے اسباب

عصر حاضر میں استہزاء اسلام کے مختلف اسباب ہیں اس میں سے ایک شدت پسندی ہے

I. شدت پسندی

شدت پسندی چاہے کسی بھی شخص، قوم یا مذہب میں پائی جائے وہ کبھی نہ کبھی نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ شدت پسندانہ سوچ سے نہ صرف دوسرے افراد متاثر ہوتے ہیں بلکہ اس سوچ کا حامل فرد بھی اپنے لیے خسارے کا سودہ کرتا ہے، اسی شدت پسندی کا ایک نتیجہ آزادئی اظہار رائے کے لبادے میں استہزاء اسلام کی صورت میں نظر آتا ہے۔

عصر حاضر میں شدت پسندی وہ فتنہ ہے جو دنیا کے ہر ملک اور علاقے میں اپنا وجود رکھتا ہے، اس کی شدت کم اور زیادہ ہو سکتی ہے لیکن قوم ہو یا مذہب، خاندان ہو یا مسلک، قبیلہ ہو یا برادری شدت پسندی کا عنصر ہر جگہ موجود ہے۔ ہر قوم اپنے آپ کو امن پسند کہلانے پر فخر محسوس کرتی ہے، ہر مذہب محبت والفت کے ساتھ ساتھ مذہبی ہم آہنگی کا درس دیتا ہے، ہر مسلک اتحاد واتفاق کو اپنا منشور بنانے کا دعویٰ کرتا ہے لیکن اس کے باوجود حقیقت یہ ہے کہ ہر قوم، ہر مذہب اور ہر مسلک میں شدت پسند طبقہ اپنا وجود رکھتا ہے اور یہی شدت پسندی ہے جو اپنے علاوہ ہر ایک کے استہزاء اور تمسخر کا سبب بنتی ہے

عہد حاضر میں بھارت وہ سیکولر ملک ہے جہاں شدت پسندانہ سوچ تیزی سے پروان چڑھ رہی ہے اور اس کی بنیاد پر انتہا پسند تحاریک وجود میں آرہی ہیں جو معاشرے میں نقص امن کی ذمہ دار بھی ہیں اور اس کی زد میں آکر پورا معاشرہ بدامنی کا شکار ہوتا جارہا ہے ۔اس شدت پسندی سے نہ تو عیسائی مذہب کے پیروکار محفوظ ہیں اور نہ ہی مسلمان، نہ تو سکھ اس سے بچے ہوئے ہیں اور نہ ہی کوئی نچلی ذات کا ہندو محفوظ ہے۔ بھارت سیکولرازم کا سب سے بڑا علمبردار ہے وہاں دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے ساتھ جو تحقیر آمیز رویہ ہے اس کے بارے میں دنیا بھر کا آزاد میڈیا اور ماہرین یہ رپورٹ دیتے ہیں کہ بھارت میں ہندو انتہا پسندی دنیا کے امن کے لیے خطرہ بنتی جا رہی ہے

بی بی سی کی اس خبر میں بھی سیکولر ملک بھارت میں پائی جانے والی شدت پسندی سامنے آتی ہے

"2014ء میں بی جے پی کی حکومت کے آنے کے بعد گائے کے تحفظ کے لیے آواز اٹھانے والے گروہوں نے مسلمانوں اور دلتوں پر متعدد حملے کیے۔ گذشتہ برس صبا دیوان نامی لڑکی نے فیس بک پر ان حملوں کے خلاف اس وقت #NotInMyName کے نام سے ایک مہم چلائی جب دہلی میں ایک نوجوان مسلمان لڑکے کو قتل کر دیا گیا تھا۔ اب تک اس قسم کے حملوں میں درجن بھر افراد ہلاک ہو چکے ہیں ان حملوں میں ایسا بھی ہوا کہ گائے کا دودھ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے والے مسلمانوں کو بھی غلط اطلاعات پر حملوں کا نشانہ بنایا گیا۔"[(23)]

عصر حاضر میں شدت پسندانہ سوچ کی ایک واضح مثال بنگلہ دیش سے تعلق رکھنے والی تسلیمہ نسرین بھی ہیں جو اسلام کا تمسخر اڑانے میں اپنا ایک مقام رکھتی ہیں، تسلیمہ نسرین 25 اگست 1962ء کو ایک ایسے مسلم نژاد بنگالی گھرانے میں پیدا ہوئی جو کہ بنیادی طور پر سیکولر، بنگالی گھرانہ تھا، ان کی ابتدائی شہرت حقوق نسواں کے علم بردار کی حیثیت سے تھی اسی لیے اس ظلم کے خلاف آواز بلند کرتے

ہوئے ان کی سوچ میں شدت پسندی آگئی جس کا پہلا اظہار فروری 1993ء میں ناول "لجا" کی صورت میں ہوا، اس سے پہلے ان کے تین ناول چھپ چکے تھے اور یہ ان کا چوتھا ناول تھا، بھارتی پالیسی میکرز نے ان کی کاوشوں کی بنیاد پر انہیں مغربی بنگال کے سب سے بڑے ایوارڈ "آنندا" سے نوازا۔

محمد زین العابدین معارف فیچر میں لکھتے ہیں کہ "تسلیمہ نسرین خطرناک اور شرمناک حد تک دریدہ دہن بھی ہے۔ وہ اخلاقی اصولوں کا تمسخر اڑانے میں کبھی کوئی باک محسوس نہیں کرتی۔ وہ شادی کے ادارے کی مخالف اور جنسی بے راہ روی کی قائل ہے۔ اس حوالے سے اپنے خیالات کے اظہار میں اس نے کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔ وہ معاشرتی اقدار اور ثقافتی روایات کا یہ کہتے ہوئے تمسخر اڑاتی رہی ہے کہ ان سے شخصی آزادی کی راہ میں دیواریں حائل ہوتی ہیں، اور خاص طور پر خواتین کو بہتر اور آزاد زندگی بسر کرنا نصیب نہیں ہو پاتا۔ ایک تحریر میں اس کا "موقف" یہ ہے کہ کوئی بھی عورت محض اپنے شوہر کے بچے پیدا کرنے تک کیوں محدود رہے اور شادی کے بعد بھی اس شخص کے بچے کیوں پیدا نہ کرے جس سے وہ محبت کرتی ہو! تسلیمہ کی دریدہ دہنی واضح طور پر اخلاقی اقدار اور بالخصوص اسلامی ثقافت کے یکسر منافی ہیں "[24]

عصر حاضر میں استہزاء اسلام کے حوالے سے طارق فتح نامی شخصیت بھی اپنا ایک مقام رکھتی ہے جو کہ اپنی شدت پسندانہ سوچ کی وجہ سے استہزا کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں

عمر جاوید روزنامہ نوائے وقت میں "طارق فتح کی زہر افشانیاں" کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ "طارق فتح نے 1977ء میں متنازعہ مضامین لکھنے اور لیکچر زدینے کا سلسلہ شروع کیا The Jew Is Not My Enemy جیسی انتہائی متنازعہ کتاب لکھی، جیسے ہی 2014ء میں مودی اقتدار میں آئے تو طارق فتح کو بھارتی میڈیا میں نمایاں جگہ ملنے لگی "[25]

طارق فتح نے مختلف چینل پر استہزاء اسلام کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ

بین مذاہب شادیوں کا رواج ہونا چاہئے

قرآن کی از سر نو ترتیب ہونی چاہیے

II. عناد پرستی

عناد پرستی 'استہزاء اسلام کا دوسرا بڑا سبب ہے۔ فیروز اللغات میں عناد کے چار مفہوم بیان کیے گئے ہیں۔ "(I) لڑائی، سرکشی ، خصومت (II) ضد، اصرار، ہٹ دھرمی (III) دشمنی، عداوات (IV) کینہ، نفاق "[26]

قرآن میں یہ لفظ اس طرح استعمال ہوا ہے

﴿كَلَّا ۭ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا﴾[27]

"ہرگز نہیں، وہ ہماری آیات سے عناد رکھتا ہے"۔

عہد نبوی ﷺ اور عہد صحابہؓ میں استہزاء اسلام کا سبب یہی ضد، دشمنی اور عناد پرستی ہوا کرتی تھی جن کا اثبات مندرجہ بالا آیات سے بھی ہوتا ہے اور آج عصر حاضر میں بھی استہزاء اسلام کا ایک سبب یہی دشمنی، سرکشی، کینہ اور ہٹ دھرمی ہے جو مختلف اقوام اور مذاہب کی طرف سے ہوتی ہے ، اس کا ایک ثبوت 2017ء میں سیکولر ملک بھارت کے حوالے سے شائع کی جانے والی ایک رپورٹ ہے

> "On June 9, the Christian community in Ahmedabad, Gujarat, protested the publication of a Hindi language textbook they said characterized Jesus Christ as a "devil" (the textbook used the Hindi word "haivan") Similarly, another GSSTB textbook defined the Muslim practice of fasting during Ramadan as "cholera"". [28]

"9 جون 2017ء کو گجرات کے شہر احمد آباد میں عیسائی برادری نے ہندی زبان کی ایک درسی کتاب کی اشاعت پر احتجاج کیا جس میں بقول ان کے حضرت عیسیٰؑ کو شیطان ظاہر کیا گیا تھا (درسی کتاب میں لفظ حیوان استعمال کیا گیا تھا) اسی طرح GSSTB کی ایک اور درسی کتاب میں رمضان کے دوران مسلمانوں کے روزہ رکھنے کو "ہیضہ" کے لفظ سے موسوم کیا گیا ہے"

تاریخی شواہد سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ کعب بن اشرف نے کوئی استہزا کیا ہو یا، ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل ہوں ان سب کے استہزا کا بنیادی سبب وہی اسلام دشمنی تھا کہ جس نے ان کو استہزا کے ارتکاب پر ابھارا تھا

III. مذہب کا علم و تحقیق سے تصادم

سیکولرازم کی جانب رجحان بڑھنے کی ایک وجہ مذہب کی غلط تصویر پیش کرنا ہے، مذہب کی ایسی تصویر عوام کے سامنے پیش کی گئی کہ جس میں مذہب کا علم و تحقیق سے تصادم ہوتا ہے

اصحاب کلیسا کے سائنس اور سائنسدانوں کے ساتھ رویے کے حوالے سے مولانا تقی امینی بیان کرتے ہیں "مذہب نے انسان کو جامد اور ناترقی پذیر قرار دے دیا تھا، جس کی بناء پر ہر قسم کی علمی و تمدنی ترقی بڑی حد تک رکی ہوئی تھی اور جن لوگوں نے علم و فن کی ترقی میں حصہ لیا انہیں نہ صرف یہ کہ مذہب کی بارگاہ سے ملعون و مردود قرار دیا گیا بلکہ سخت سے سخت سزاؤں میں مبتلا کیا گیا تھا"[(29)]

اس وقت کے عیسائی پادریوں کی بحث اور ریسرچ کے موضوعات ایسے ہوتے تھے کہ دنیا اس پر ہنستی تھی چنانچہ تقی امینی لکھتے ہیں "بعض عیسائی ممالک کے پادری ان مباحث میں مصروف تھے کہ عیسیٰؑ کا پیشاب پاک تھا یا ناپاک اور آسمان سے جو دستر خوان (مائدہ) آیا تھا اس میں خمیری روٹی تھی یا فطیر (غیر خمیری)۔"[(30)]

عیسائی پادریوں اور کلیسا کے مندرجہ بالا رویوں کی وجہ سے عوام الناس میں سیکولر سوچ نے جنم لینا شروع کر دیا تھا اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ یورپ میں ارباب کلیسا نے علم و تحقیق کی نہ صرف حوصلہ شکنی کی تھی بلکہ علم کو اپنی میراث سمجھ کر عوام پر یہ ثابت کیا کہ علم و تحقیق دراصل مذہب سے متصادم ہے، اسی سوچ سے متاثر ہو کر عربی میں سیکولرازم کا ترجمہ 'علمانیہ' کیا گیا ہے جس پر تنقید کرتے ہوئے علامہ یوسف القرضاوی لکھتے ہیں۔

> "عربی زبان میں سیکولرازم کا ترجمہ علمانیہ اس لیے کیا گیا ہے کہ ترجمہ کرنے والے دین اور علم کا وہی مفہوم سمجھتے ہیں جو ان الفاظ کا مسیحی دنیا میں سمجھا جاتا ہے، مغرب میں دین اور علم دو متضاد الفاظ ہیں یعنی ان کے ہاں جو بات دینی یا مذہبی ہو وہ علمی نہیں ہو سکتی اور علمی بات دینی نہیں ہو سکتی، غرض ان کے ہاں علم اور عقل دین کے بالمقابل اور اس کی ضد ہیں اور اسی طرح علمانیہ اور عقلانیہ ایسے رویہ ہیں جو دین کے برعکس ہیں"[(31)]

اسی لیے آج بھی مذہب کو علم و تحقیق کی ضد سمجھا جاتا ہے اور اسی بنیاد پر استہزا کیا جاتا ہے جس کا ایک ثبوت یہ پوسٹ ہے اسلام بمکالمہ الحاد کے فیس بک پیج پر ناروے سے تعلق رکھنے والا نعمان کری لکھتا ہے

"مسلمانوں کو چاہیے ابو ہریرہؓ کو دعائیں دیں جو اس وقت کا پڑھا لکھا انسان تھا اور اس نے دو چار جھوٹی روایتیں بنادی کہ علم حاصل کرو، وغیرہ وغیرہ جس وجہ سے آج مسلمان سوشل میڈیا پر یہ بات کرتے ہیں کہ دیکھو حضور نے یہ بات کی ہے ورنہ حضور کو تو پڑھائی لکھائی، علم سے کوئی دلچسپی ہوتی تو آج سائنس اور تعلیم اور فلسفہ کی کتابوں میں ان کا نام چل رہا ہوتا"(32)

یہ تھے وہ اسباب جو انسان کو سیکولرزم کی جانب لے جاتے ہیں اور استہزاء اسلام کا سبب بنتے ہیں، ان کے علاوہ خود مسلمانوں میں بھی ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں جو اسلام کی کسمپرسی کی حالت دیکھ کر یا اسلام کی غلط تشریح سن کر مذہب سے براُت کا اعلان کرتے ہیں اور اسلامی تعلیمات کا استہزا کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

استہزاءاسلام کے تدارک کے لیے بین الاقوامی قوانین:

سیکولرافراد ہوں یا ریاستیں ہوں، ان کی جانب سے وقتاًفوقتاًاستہزاءاسلام کی صورتیں سامنے آتی ہیں، اس کے سدباب کے لیے ناگزیر ہے کہ قانونی چارہ جوئی کی جائے تاکہ پر امن انداز میں اس مسئلے کا قابل قبول حل نکالا جاسکے۔اس حوالے سے اقوام متحدہ کی جانب سے کی جانے والی قانون سازی اہمیت کی حامل ہے

عالمی معاہدہ برائے عوامی وسیاسی حقوق :

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 16 دسمبر 1966ء کو ایک بل (XXI) 2200A پیش کیا جسے بعد ازاں 23 مارچ 1976ء کو عمل میں لایا گیا اور اسے ایک معاہدے کی شکل دی گئی جو کہ عالمی معاہدہ برائے عوامی وسیاسی حقوق (ICCPR) کے نام سے معروف ہے، دنیا کے بیشتر ممالک نے اس پر دستخط کے ساتھ اس کی توثیق بھی کی ہے. وہ اقوام جنہوں نے دستخط تو کیے ہیں لیکن توثیق نہیں کی ان میں چین، کوموروس، کیوبا، نورو، پلاؤ، ساؤٹومے اور سینٹ لوسیا شامل ہیں. وہ اقوام جنہوں نے نہ تو دستخط کیے اور نہ ہی توثیق کی ان میں سعودی عرب، انٹیگوا اور باربودا، بھوٹان، برونائی، میانمار، فجی، کیریباتی، ملائیشیا، جزائر مارشل، مائکرونیزیا، عمان، قطر، سینٹ کٹس اور نیوس، سنگاپور، جزائر سلیمان، ٹونگا، ٹوالو، متحدہ عرب امارات اور ویٹی کن شامل ہیں.

اس معاہدے کے آرٹیکل 19 کے مطابق

1. "Everyone shall have the right to hold opinions without interference.
2. Everyone shall have the right to freedom of expression; this right shall include freedom to seek, receive and impart information and ideas of all kinds, regardless of frontiers, either orally, in writing or in print, in the form of art, or through any other media of his choice.
3. The exercise of the rights provided for in paragraph 2 of this article carries with its special duties and responsibilities. It may therefore be subject to

certain restrictions, but these shall only be such as are provided by law and are necessary:

(a) For respect of the rights or reputations of others;

(b) For the protection of national security or of public order (order public), or of public health or morals". (33)

1. "ہر شخص کو بغیر کسی مداخلت کے اپنی رائے رکھنے کا حق حاصل ہو گا۔

2. ہر ایک کو اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہو گا۔ اس حق میں ہر قسم کی معلومات اور نظریات کو تلاش کرنے، حاصل کرنے اور فراہم کرنے کی آزادی شامل ہے، چاہے وہ زبانی طور پر، تحریری شکل میں یا پرنٹ میں، آرٹ کی شکل میں، یا اپنی پسند کے کسی دوسرے میڈیا کے ذریعے سے ہو۔

3. اس آرٹیکل کے پیراگراف 2 میں فراہم کردہ حقوق کا استعمال اس کے ساتھ خصوصی فرائض اور ذمہ داریاں انجام دیتا ہے۔ لہذا یہ کچھ پابندیوں کے تابع ہو سکتا ہے، لیکن یہ صرف اس طرح کے ہوں گے جو قانون کے ذریعہ فراہم کردہ ہیں اور ضروری ہیں:

(الف) دوسروں کے حقوق یا وقار کے احترام کے لئے۔

(ب) قومی سلامتی کے تحفظ کے لئے یا عوامی نظم (عوامی سطح پر)، یا عوامی صحت یا اخلاقیات کے تحفظ کے لئے"

آرٹیکل 20 کی دوسری شق کے مطابق:

"Any advocacy of national, racial or religious hatred that constitutes incitement to discrimination, hostility or violence shall be prohibited by law" (34)

"کوئی بھی ایسی سرگرمی کہ جس سے قومی، نسلی یا مذہبی نفرت یا کسی بھی قسم کی امتیازی سرگرمی، جو ظلم اور تشدد کو ہوا دے قانون اس کی اجازت نہیں دیتا اور اسے ممنوع قرار دیتا ہے"۔

اقوام متحدہ کے تحت منظور کیے جانے والے اس معاہدے میں اظہار رائے کی بے مہار آزادی نہیں دی گئی ہے بلکہ کچھ قیود و ضوابط شامل کر دیے گئے ہیں جس میں دوسروں کا احترام اور اخلاقیات کے تحفظ کی اہمیت ہے، اسی طرح اس میں مذہبی نفرت پھیلانے والی سرگرمی کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ 1976ء میں اقوام متحدہ کا تیار کردہ معاہدہ کہ جس پر دنیا کے بیشتر ممالک کے دستخط اس بات کا ثبوت ہیں کہ اب وہ اس معاہدے پر عمل کرنے کے پابند ہیں لیکن زمینی حقائق یہی ہیں کہ نہ تو یہ ممالک اپنی ریاست میں ہونے والے استہزاء اسلام کی کسی سرگرمی کے خلاف کوئی اقدام کرتے ہیں اور نہ ہی اقوام متحدہ ذاتی طور پر کوئی نوٹس لیتی ہے اور نہ ہی ان ممالک کو پابند کرتی ہے کہ وہ اس معاملے پر کوئی قدم اٹھائیں، اسی طرح مختلف ممالک میں ملکی سطح پر قوانین موجود ہیں۔ "دنیا کے 71 ممالک میں

توہینِ مذہب کا قانون موجود ہے، جس میں سے 25 فیصد ممالک کا تعلق مڈل ایسٹ اور شمالی افریقہ سے ہے، 25 فیصد ایشیا، 22 فیصد یورپ، 15 فیصد افریقہ اور 11 فیصد کا تعلق امریکہ سے ہے۔"(35)

لیکن عملی طور پر یہ قوانین غیر فعال ہی دکھائی دیتے ہیں، اس تناظر میں دیکھا جائے تو او آئی سی نے ایک قابل تقلید اعلامیہ جاری کیا ہے

او آئی سی کا اعلامیہ:

تنظیم تعاون اسلامی (OIC) کا قیام 25 ستمبر 1969ء کو مراکش کے شہر رباط میں عمل میں آیا، 57 مسلم اکثریتی ممالک کی اس تنظیم کا مقصد مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ کرنا تھا، یہ اور بات ہے کہ اس حوالے سے کوئی قابلِ ذکر کوششیں سامنے نہیں آسکیں، 1990ء میں اس تنظیم نے قاہرہ میں منعقد ہونے والے اجلاس میں انسانی حقوق سے متعلق ایک اعلامیہ جاری کیا جس کی شق 22 سی اور 24 درج ذیل ہے

Article 22:

"(c) Information is a vital necessity to society. It may not be exploited or misused in such a way as may violate sanctities and the dignity of Prophets, undermine moral and ethical values or disintegrate, corrupt or harm society or weaken its faith.

Article 24:

All the rights and freedoms stipulated in this Declaration are subject to the Islamic Shari'ah" (36)

"معلومات معاشرے کی ایک اہم ضرورت ہے۔ اس کا استحصال یا غلط استعمال اس طرح سے نہیں کیا جاسکتا کہ جس سے حرمت اور انبیاء کرام کی عظمت کی خلاف ورزی ہو سکتی ہو، اخلاقی اور اخلاقی اقدار کو مجروح کیا جاسکتا ہو یا معاشرے کو منتشر، بدعنوان یا نقصان پہنچایا جاسکتا ہو یا اس کے ایمان کو کمزور کیا جاسکتا ہو"

اس اعلامیہ میں طے کردہ تمام حقوق اور آزادیاں اسلامی شریعت کے تابع ہیں۔

او آئی سی کا مندرجہ بالا اعلامیہ ہر لحاظ سے ایک معتدل اعلامیہ ہے جو کہ اسلامی تعلیمات سے بھی مطابقت رکھتا ہے اگر اس کو دنیا میں لاگو کر دیا جائے تو استہزا کی کوئی صورت سامنے نہ آئے، جن ممالک میں استہزا کے قوانین پر سنجیدگی کے ساتھ عمل ہوتا ہے ان میں ایران، پاکستان، یمن، صومالیہ، قطر، مصر اور اٹلی شامل ہیں۔

نتائج البحث:

عصر حاضر میں سیکولرازم اسلام کے لیے ایک بڑے اور سنجیدہ چیلنج کے طور پر اپنا وجود رکھتا ہے جو کہ محض اسلام ہی نہیں بلکہ دنیا کے دیگر مذاہب کے لیے بھی خطرے کی علامت ہے۔ سیکولرازم بظاہر تو بڑا معتدل نظریہ ہے جو کہ مذہب کو ذاتی معاملہ قرار دیتا ہے اور تمام مذاہب کے پیروکاروں کو اپنے اپنے مذہب پر عمل کرنے کی مکمل اجازت دیتا ہے لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ سیکولر ممالک نہ صرف مذہب بالخصوص اسلام کی آزادی کے راستے میں روڑے اٹکاتے ہیں بلکہ استہزاء اسلام کی مختلف صورتیں بھی یہیں نظر آتی ہیں، آزادیٔ اظہار رائے کو ڈھال بنا کر استہزا کے ذریعے دنیا میں اسلام کا غلط تصور پیش کرتے ہیں لہٰذا صورتحال یہ ہے کہ مغرب کی جانب سے پیش کیے جانے والے اس نظریہ کے اثرات اب اسلامی معاشرے میں بھی تیزی سے پھیلتے دکھائی دے رہے ہیں۔ مذاہب کی توہین کو روکنے کے لیے مختلف ممالک میں بھی اور بین الاقوامی سطح پر قوانین موجود ہیں لیکن نہ تو اس حوالے سے کوئی سخت سزا متعین کی گئی ہے اور نہ ہی یہ قوانین فعال کردار ادا کرتے ہیں۔ البتہ او آئی سی کے تحت جاری کیا جانے والا اعلامیہ کسی حد تک اس مسئلہ کے سدباب کی صلاحیت رکھتا ہے جسے استعمال کرکے سیکولرازم کی جانب سے کیے جانے والے استہزاء اسلام کا تدارک کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے نہ صرف اسلامی اقدار کی حفاظت کے لیے بلکہ اپنی نئی نسل تک اسلام کی درست تعلیمات پہنچانے کے لیے ضروری ہے کہ اس مسئلے کو سنجیدگی سے لیا جائے اور تمام ضروری لوازم اختیار کرتے ہوئے ہر علمی میدان میں مدلل انداز میں اس کا مقابلہ کیا جائے۔

تجاویز و سفارشات:

- اہل علم حضرات کی یہ ذمہ داری ہے کہ سیکولرازم کی ترویج کے اسباب کا تجزیہ کرکے اس کے سدباب کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔ کسی کے بھی استہزا کے مضر اثرات کے حوالے سے آگاہی دی جائے اور یہ باور کرایا جائے کہ یہ عادت انسانی تعلقات میں دراڑ ڈالنے کا باعث بنتی ہے۔
- مقدس شخصیات اور مذہبی تعلیمات کے احترام کو گفتگو کا حصہ بنایا جائے اور آزادیٔ اظہار رائے کے ذریعے اُٹھائے جانے والے اعتراضات اور مطالبات کا کھلے دل سے مطالعہ کریں اور پھر اسلامی تعلیمات کے تناظر میں اس کا مدلل جواب دیا جائے۔ اخبارات، رسائل، جرائد وغیرہ میں بھی تحقیقی اور مدلل انداز میں استہزاء اسلام کی تردید کی جائے۔
- الیکٹرانک میڈیا پر ایسے ڈرامے اور ٹی وی شوز پیش کیے جائیں جو کسی بھی مذہب کی تعلیمات اور شخصیات کے استہزا کی مذمت کرتے ہوں۔ سوشل میڈیا پر ایسی ویڈیوز بنائی جائیں جس میں مدلل انداز میں استہزا کی حوصلہ شکنی کی جائے۔
- سیکولر سوچ کو فروغ دینے والے پیجز کے مقابلے کے لیے ایسے پیجز بنائے جائیں جس میں نہ صرف اسلام کا پیغام پہنچایا جائے بلکہ اس کے ذریعے سے ان کے اعتراضات کے جواب بھی دیے جائیں۔

- حکومتِ وقت کو چاہیے کہ مقننہ کے ذریعے سے استہزاءاسلام کے حوالے سے سخت قوانین بنائے اور بین الاقوامی عدالت میں مستہزئینِ اسلام کے خلاف مقدمہ دائر کیا جائے نیز استہزا کے حوالے سے جو قوانین موجود ہیں اُن کو مستہزئین پر لاگو کیا جائے اور قرار واقع سزا دی جائے۔
- استہزاءاسلام کے مستعمل ذرائع پر نظر رکھنے کے حوالے سے اتھارٹی قائم کی جائے جو کہ ان ذرائع کو اصول ضوابط کا پابند بنائے۔

حوالہ جات

(1) Oxford Advanced Learner's Dictionary, Jennifer Bradbery, Joanna Turnbull, and Margaret Deuter, Oxford University Press, 1948, P 1155-

(2) English Secularism: A confession of belief, George Jacob Holyoake ،Eastern Lodge, Brighton, England, February 1896, P 12-

(3) سیکولرزم، ڈاکٹر طارق جان، مباحث اور مغالطے، ایمل مطبوعات اسلام آباد، 2013ء، ص 22۔

(4) The Religious and the Secular, David Martin, Routledge, and Kegan Paul, London, 1969, P 49-

(5) اسلامی ریاست، سید ابوالاعلیٰ مودودی، اسلامک پبلیکیشنز لاہور 1978ء، ص 88۔

(6) ہود 11/87۔

(7) تفہیم القرآن، سید ابوالاعلیٰ مودودی، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، 1972ء، جلد ششم، ص 328 ۔

(8) مذہب وعقلیت، عبدالباری ندوی، انسٹیٹیوٹ علی گڑھ کالج، 1991ء، ص 4۔

(9) Secular Religious in France, D, G Charlton, Oxford University Press London, 1963, P 13-

(10) فیروز اللغات، الحاج مولوی فیروز الدین، فیروز سنز (پرائیویٹ) لیمیٹڈ، 2010ء، ص 101۔

(11) الجاثیہ 45/9۔

(12) Buchanan, "Cartoon Outrage Bemuses Denmark." http://news.bbc.co.uk/2/hi/europe/4669210.stm, Accessed on August 07, 2019

(13) جمہوری حقوق اور توہین آمیز خاکے، رد عمل کے لیے حکمت عملی، خورشید احمد، آج کا مغرب اور مسلم دنیا، انسٹیٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، 2010ء، ص 27۔

(14) BBC, "Italy Cartoon Row Minister Quits," BBC News, February 18, 2006, http://news.bbc.co.uk/2/hi/europe/4727606.stm Accessed on May 28, 2019-

(15) اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات، سید ابوالاعلیٰ مودودی، اسلامک پبلیکیشنز لاہور 1990ء، ص 299۔

(16) جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی کی اکاڈمی آف تھرڈ ورلڈ اسٹڈیز میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں، انہوں نے سعودیہ عربیہ سے ایم فل اور پی ایچ ڈی کیا ہے، انہیں اسلامی نظریہ اور امت مسلمہ کی شناخت کے حوالے سے گہری دلچسپی ہے

(17)سرد جنگ کے بعد کی سیاست میں اسلاموفوبیا، گلوبلائیزیشن اور جمہوریت کا درس، ڈاکٹر محمد سہراب، مجلہ اقلیتوں کے حقوق اور مغرب میں اسلاموفوبیا، ایفا پبلیکیشنز، نئی دہلی، جون 2011، ص473۔

(18) The Guardian International edition, Harrpiet Sherwood, Guardian Media Group, July 11, 2019, P 17-
(19) Nigel Barber , Atheism to Defeat Religion By 2038, Huffpost, August 5, 2012
https://www.huffingtonpost.com/nigel-barber/atheism-to-defeat-religion-by-2038_b_1565108.html
Accessed on May 23, 2019-

(20)اسلام اور تہذیبِ مغرب کی کشمکش، ڈاکٹر محمد امین، کتاب سرائے، 2006ء، ص147۔

)21(Ataturk, Irfan Orga, Joseph 1962, p 241-

(22)ثقافتی تنوع، آزادئ اظہار اور یورپی قوانین، ڈاکٹر شیریں مزاری، آج کا مغرب اور مسلم دنیا، انسٹیٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، 2010ء، ص78۔

(23)بی بی سی اردو، 22مارچ2018، ص4۔

(24)رااور بنگلہ دیش، محمد زین العابدین، معارف فیچر، اداراہ معارف اسلامی کراچی، 16 اپریل، 2013، ص6۔

(25)طارق فتح کی زہر افشانیاں، عمر جاوید، روزنامہ پاکستان لاہور، 11 مارچ2017ء، ص7۔

(26)فیروز اللغات، ص905۔

(27)المدثر74/16۔

(28) India 2017 International Religious Freedom Report Executive Summary, United States Department of State, Bureau of Democracy, Human Rights, and Labor, P 21-

(29)لامذہبی دور کا تاریخی پس منظر، محمد تقی امینی، مکی دارالکتب اردو بازار لاہور، 1996ء، ص39۔

(30)عروج وزوال کا الٰہی نظام، محمد تقی امینی، مکی دارالکتب اردو بازار لاہور، 1959ء ص158۔

(31)اسلام اور سیکولرزم، یوسف القرضاوی، مترجم: ساجد الرحمٰن صدیقی، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، 1997ء، ص50۔

(32)https://www.facebook.com/groups/islaminstitute2/?multi_permalinks=1508977829242140&notif_id=1569305167944877&notif_t=group_highlights, Accessed on Sep 24, 2019
(33) International Covenant on Civil and Political Rights, United Nation, New York, 1976, P:11-
(34) International Covenant on Civil and Political Rights, P:11-
(35) Respecting Rights, Joelle Fiss and Jocelyn Getgen Kestenbaum, U.S. Commission on International Religious Freedom, U.S, 2017, P:14-
(36) Cairo Declaration on Human Rights in Islam, Organization of Islamic Conference, Fourth session, Geneva, 19 April - 7 May 1993, Item 5 on the provisional agenda, P:3-

Bibliography

Abdul Bari Nadvi, Mazhabo Aqliyat, Aligarh, Institute Aligarh College, 1991.

Cairo Declaration on Human Rights in Islam, Organization of Islamic Conference, Fourth session, Geneva, 19 April - 7 May 1993, Item 5 on the provisional agenda.

D. G, Charlton, Secular Religious in France, Oxford University Press London, 1963.

David Martin, The Religious and the Secular, Routledge, and Kegan Paul, London,

George Jacob Holyoake, English Secularism: A confession of belief, ،Eastern Lodge, Brighton, England, February 1896.

Harrpiet Sherwood, The Guardian International edition, Guardian Media Group, July 11, 2019.

India 2017 International Religious Freedom Report Executive Summary, United States Department of State, Bureau of Democracy, Human Rights, and Labor.

International Covenant on Civil and Political Rights, United Nation, New York, 1976.

Joelle Fiss and Jocelyn Getgen Kestenbaum, Respecting Rights, U.S. A. Commission on International Religious Freedom, U. S, 2017.

Molvi Feroz ul Din, Feirooz ul Lughat, Feroze Sons Private Ltd. , Lahore, 2010.

Muhammad Ameen, Islam aur Tehzeebe Magrib ki kashmakash, Kitab Saraay, Lahore, 2006.

Muhammad Suhrab, Sard Jang kay baad ki Siasat main Islamophobia, Aqliaton k huqooq aur Magrib men Islamophobia, Eifay Publications, Nai Dehli, 2011.

Muhammad Taqi Amini, La Mazhabi Dour ka Tareeqi Pasmanzar, Makki Darul kutub, Urdu Bazar Lahore, 1996.

Muhammad Taqi Amini, Urrojo Zawal ka Ilaahe Nizam, Makki Darul Kutub, Urdu u Bazar Lahore, 1959.

Muhammad Zain ul Abideen, RAW aur Bangladesh, Ma’arif feature, Idara Ma’arif Islami, Karachi, 2013.

Muhammad, Yousuf al Qaarzawi, Islam aur Secularismo, Idara Tehqeeqate Islami, Islamabad, 1997.

Oxford Advanced Learner's Dictionary, Jennifer Bradbery, Joanna Turnbull, and Margaret Deuter, Oxford University Press, 1948.

Prof. Khurshid Ahmad, Jamhoori Huqooq aur Tooheen Aamiz Khaky, Radde Amal k ley Hikmate Amli, , Aaj ka Magrib aur Muslim Dunya, Institute of policy studies, Islamabad, 2010.

Syyad Abul Aa’la Maududi, Islami Nizame Zindagi aur us k bunyadi tasawwurat, Islamic Publications, Lahore, 1990.

Syyad Abul Aa’la Maududi, Islamii Riasat. Islamic Publications, Lahore, 1978.

Syyad Abul Aa’la Maududi, Tafheem ul Qur’an, Idarah Tarjuman ul Qura’n, Lahore, 1972.

Tariq Jaan, Secularism: Mubahis aur Mughaltay, Aimal Matbooat Islamabad, 2013.

Umer Javed, Tariq Fateh ki Zehar Afshania, Roznama Pakistan Lahore, 2011.